حدیقۃ الاخیار

ترجمہ

گلشن ابرار

ملفوظ شریف قبلۂ عالم و عالمیان حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی قدس سرہ العزیز

مؤلفہ
امام بخش صاحب

کے ساتھ ایسا نہ کر سکا۔ **بیت**

شریعت را مقدم دار اکنوں ٭ طریقت از شریعت نیست بیروں

نقل ہے:۔ احمد قوال کہتے ہیں۔ کہ میں ایک دن نواب شیر خاں کی طرف سے عرض و معروض کرنے کے لئے آیا۔ بنگلے کے قریب پہنچا۔ تو یہ غزل سنی۔

غزل

جاں بجاناں دادم و جاناں خود را یافتم ٭ در زدم از بہر او در خانہ خود را یافتم

جب میں اندر گیا۔ تو وہ آواز بند گئی۔ میں نے پوچھا۔ کہ حضور یہ کون تھا حضور نے فرمایا۔ کہ کالو نام ایک جن تھا۔ جو تمہارا پیر بھائی ہے۔ بیچارہ عرصہ سے گانے سنانے کی خواہش ظاہر کرتا تھا۔ اور میں ٹال دیتا تھا۔ آج اس کے التماس کو قبول کیا۔ اور گانا سننا پسند کیا۔ اگر تم چاہو۔ تو ابھی دکھا دیتا ہوں۔ میں نے کہا۔ قبلہ میں ڈرتا ہوں۔ مجھے معاف فرمادیں۔

نقل ہے:۔ ایک دفعہ حضور بہار شریف تشریف لے جا رہے تھے۔ موضع بکھڑہ میں ایک موقع آیا جہاں تازہ سبزہ بچھا ہوا تھا۔ وہاں ایک شخص۔ سفید ریش سے ملاقات ہوئی۔ جس کا لباس پھول کی طرح خوش رنگ تھا۔ اس نے السلام علیکم کہا۔ حضور نے سلام کا جواب دیا۔ مگر ذرا سی توجہ کے ساتھ وہ کہنے لگا۔ آپ پر سو آفرین ہے۔ کہ اس چھوٹی سی عمر میں اتنا بلند رتبہ حاصل کر لیا ہے۔ حضور زیادہ متوجہ ہوئے۔ کچھ دیر کے بعد شیخ جمال الدین چشتی کی طرف دیکھا۔ اور اشارۃً فرمایا۔ سنا ہے۔ کہ ایسی سبزہ زار

وادیوں میں مہتر خضر علیہ السلام رہتے ہیں۔ سب کو معلوم ہو گیا۔ یہ وہی تھے
نقل ہے کہ میاں محمدؐ جو میتہ وساڈرا کے نام سے مشہور تھے۔ کہتے ہیں
کہ میں ایک دفعہ پاک پتن حضور کے ہمراہ تھا۔ کمسن تھا۔ اور حضور کی خدمت
گزاری میں رہتا تھا۔ پانچویں محرم کو جبکہ لوگوں کی سخت بھیڑ بھاڑ ہوئی۔ تو
میں نے عرض کی۔ کہ حضرت اِس طرف کیوں دیکھتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ اس صاحب
مکان کا رتبہ اور جلال دیکھیے۔ کہ لوگ خضر کی تلاش میں مجاہدہ کرتے۔ اور آوارہ
و پریشان رہتے ہیں۔ لیکن خضر بیچارہ یہاں اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرتا ہے۔ اندر آنا
تو بجائے خود لوگ اُسے دھکے دیکر باہر پھینک رہے ہیں ؛

فائدہ:۔ آپ کے ظاہری اور باطنی کمالات کی شہرت چاردانگ عالم میں
پھیل گئی آپ کی محبت اور جذبہ کی آگ ہر شیخ وشاب کے دل میں بھڑک
اٹھی۔ لوگ دنیاوی تعلقات کی زنجیریں توڑ توڑ کر خدمت میں آتے اور
فیض پاتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ خود دَورِ زمان اس قطب مدار کے گرد چکر
کھا رہا ہے۔ غالباً یہ شعر اُنہی کی شان میں ہے۔ ؎

فطوبا بالباب کبیت العتیق ؛ حوالیہ من کلّ فجٍ عمیق؛

جوق در جوق رہ گروہا گروہ لوگ مختلف طور وطریقے سے اس شمع جہاں کے
رخسار پر پروانہ وار فدا ہوتے۔ اور اپنی قسمت کے مطابق حصہ لے جاتے
تھے۔ آپ کا کلام ہر ایک کے لئے اِشارۃً بشارۃ ہوتا تھا۔ اگر کسی شخص کو کوئی
مشکل پیش آتی۔ اور اُسے دِل میں لے کر محفل میں بیٹھ جاتا۔ آپ نورِ
باطن سے سمجھ لیتے۔ اور عام گفتگو میں ایسا جامع جواب دیتے۔ کہ سائل مطمئن

ہو جاتا۔

نقل ہے:۔ آخیر عمر میں دامن پہاڑ میں غیب سے ایک ندا آئی۔ کہ بارہ ربیع الاول کو جو شخص حضور کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ وہ قطعی بہشتی ہوگا اور دوزخ کی آگ اُس پر حرام ہے۔ یہ مژدہ سنکر ہزارہا لوگ اپنے گھروں سے نکلے۔ اور قلیل عرصہ میں طویل مسافت طے کر کے پہونچے۔ اور آکر زیارت کی۔ لوگوں نے ایک عورت کو دیکھا۔ کہ ہاتھ آٹے سے بھرے ہوئے۔ زیارت کے شوق میں حیران و سرگرداں ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ تو کہا۔ کہ میں آٹا گوندہ رہی تھی۔ جونہی یہ آواز سنی پاپیادہ دوڑی۔ تین منزلوں کو ایک دن میں طے کر کے یہاں پہنچی۔ کاتب الحروف بھی اُن دنوں وہاں تھا۔ اتنے میں بیشمار لوگ وہاں آئے۔ کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ بلکہ زیارت بھی مشکل سے ہوتی تھی۔ اس دن میں نے دیکھا۔ کہ ایک لحظہ بھی آپ بیعت سے فارغ نہ ہوئے آخر بنگلہ کے دروازہ بند کر کے وظائف ادا کئے۔

فائدہ:۔ آپ کی بیعت اتنی عام تھی کہ تمام ہندوستان کے اکثر لوگ بلکہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ تمام دنیا سرفراز ہوئی۔ مشائخ کرام میں سے کسی کا بھی سلسلہ بیعت اتنا وسیع نہ ہوا۔ فقیر کو اگرچہ ان کی صحبت کا بہت کم موقع ملا۔ تاہم ان کے فیض کا اتنا مرہونِ احسان ہے۔ کہ اگر مفصل لکھوں۔ تو ایک دفتر تیار ہو جاوے۔ بعض واقعات لکھنا ضروری سمجھتا ہوں پہلی دفعہ جب میں حضور میں مشرف ہوا۔ تو کتاب الطالبین کا درس حاصل کیا۔ ایک ایک موقع پر ادب دقیق کے نکتے سمجھائے۔ دوسری دفعہ حاضر ہو کر کتاب فقرات